سچی باتیں

(از عبدالماجد)

ایک ہندو دوست، مورخ ہندوستان سے دو چار سال ہوئے ملاقات ہوئی۔ باتوں میں ذکر سلطان محمود غزنوی کا آگیا۔ بولے۔ میں کیسے اُسے متعصب مسلمان اور ہندو کش ٹھہراؤں۔ میرا مطالعہ تو یہ بتاتا ہے کہ وہ بس ایک بلند حوصلہ، جنگ جو سالار فوج۔ اور بلا کا جانباز سپاہی تھا۔ اپنی مدت سلطنت میں، ۱۳ لڑائیاں لڑا۔ ان میں سے ۱۷ ہندوستان کے خلاف تھیں۔ یعنی ہندوؤں کے مقابلہ میں۔ اور ۴۳ پڑوس کی مسلمان حکومتوں کے خلاف! پھر اُس کی فوج میں اونچے اونچے افسر ہندو بھی تھے۔ ایسے کو مخصوص ہندوؤں کا دشمن قرار دینا تاریخ اور واقعیت پر ظلم ہے۔ یہ تو اس کے اہل دربار اور درباری شاعر تھے۔ جنھوں نے اس کے غازی اور مجاہد ہونے کو اتنا اچھالا۔ اور پھر یہی روایت چل گئی ـــــ گفتگو مغز و مفہوم کے لحاظ سے ایسی ہی یاد پڑتی ہے۔ اگر مضمون کچھ ردّ و بدل ہوگیا ہو، تو اللہ معاف کرے۔

مسلمانوں کے ہاں مثالی اور معیاری حکمران تو رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کے چاروں مستند خلیفہ ہی ہوئے ہیں۔ یا خیر، اُن کے ساتھ ایک اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کو ملا لیجئے۔ بس ان کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں میں چاہے وہ عرب ہو یا ہند۔ مصر ہو یا شام عراق ہو یا ایران۔ اسپین ہو یا افغانستان۔ جو بھی مسلم فرماں روا گذرے ہیں۔ ان میں 'اسلامی' حکومت کسی کی بھی نہ تھی (جزوی استثناء اگر کسی کا کیا جاسکتا ہے۔ تو وہ آل سعود کی حکومت کا ایک قلیل مدت کے لئے) اور ان ہزارہا تاجداروں میں ظاہر ہے کہ سب ہی طرح کے ہوئے ہیں۔ ظالم بھی حریص بھی، عیاش بھی۔ شراب خوار بھی غرض جو بھی اخلاقی بیماریاں اور کمزوریاں عام انسانوں میں ہوتی ہیں۔ وہ سب ان بادشاہوں میں بھی ہوتی رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے جو ذاتی حیثیت سے سادگی پسند، پاکباز، رحم دل اور رعایا پرور گزرے ہیں، حکومت ان کی بھی 'اسلامی' نہ تھی۔ اس لئے ان میں کسی کے بھی کسی قول و فعل کی ذمہ داری ہرگز اسلام پر عائد نہیں ہوتی۔ لیکن تاریخ کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ان ہزارہا افراد میں سے جس کسی سے کوئی بھی جرم سرزد ہوا۔ بجائے ان کے ذاتی نامۂ اعمال میں درج کرنے کے جھٹ اسے اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا گیا! ـــــ وقت ہے کہ اس حد درجہ نا منصفانہ ذہنیت سے پوری اور قطعی تبرّی اسلام کے نام پر کی جائے۔ اور ان کی ہر قسم کی بداعمالی کا ذمہ دار صرف اُنھیں کی ذات کو قرار دیا جائے۔

نیا توس مکھن! نئی دہلی ۵ رنومبر معلوم ہوا ہے کہ عنقریب مونگ پھلی سے تیار کیا ہوا مکھن بازار میں آجائے گا۔ وزارت خوراک کے سائنس دانوں نے مونگ پھلی سے مکھن تیار کرنے کا ایک طریقہ معلوم کرلیا ہے۔ یہ مکھن ہر لحاظ سے گائے یا بھینس کے مکھن کے مشابہ ہوگا۔ اس سے ٹوسٹ وغیرہ تیار کیے جائیں گے۔ مگر یہ کھانا پکانے کے لئے مناسب نہ ہوگا

ہیں، جرائم بہت کم ہوتے ہیں۔ اور یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے کہ یہاں انصاف دوسرے ملکوں کی طرح مہنگا نہیں ہے۔"

اور آگے نفس مضمون میں تفصیل کے ساتھ اپنے مشاہدے چوری اور حرام کاری کے مجرموں کی سزاؤں کے درج کئے ہیں۔ اور درّے لگائے جانے اور ہاتھ کاٹے جانے اور پتھروں کی مار پڑنے کے واقعات اتنی دردناک جزئیات کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ کہ ہر شخص کے بس میں ان کا پڑھ ڈالنا بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ خود ان سزاؤں کا مشاہدہ کرنا!

اس درّہ زنی اور سنگساری وغیرہ کے جو نتیجے ملک پر مرتب ہوئے ہیں۔ ان کا حال بھی مقالہ نگار ہی کی زبان میں سن لیجئے۔

"غیر سرکاری اندازے کے مطابق مملکت سعودی عرب میں قتل کی تعداد سالانہ بمشکل آٹھ دس کی پہنچتی ہے۔

اور چوری کی وارداتیں بھی سال میں پندرہ بیس سے زیادہ نہیں ہوتیں۔"

جرم کے اتنے ہلکے اعداد کا آپ کو یقین بھی آئے گا! —

دنیا کے بہتر سے بہتر منظم و مہذب ملک کے اعداد سے مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے! — جرم پر در تمدن تو صرف "ہولناک" سزاؤں پر چیخنا جانتا ہے۔ اور جرائم کی ہولناکی، شقاوت، بہیمیت اور سنگدلی کو دباتا چلا جاتا ہے!

اخیر کی چند سطریں اور پڑھ لیجئے: —

"دنیا کے تمام ملکوں کے جرائم کو اگر سامنے رکھا جائے۔ تو یہ ماننا پڑے گا کہ سعودی عرب کے عوام کا ذہن مجرمانہ رجحان سے پاک ہے۔ ..... ایک بوڑھے عرب نے مجھ سے افسوسناک لہجہ میں کہا کہ جب تک ہمارے ملک میں غربت تھی اس وقت تک فاقہ کشی سے بچنے کے لئے لوگ جرم کرتے تھے۔ مگر اب جرائم غیر ملکی اثرات کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر ترقی اسی کا نام ہے تو خدا ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

بوڑھے عرب کے اس جملہ پر میں جب بھی غور کرتا ہوں تو میں خود کو بھی اس کی تائید پر مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جیسے جیسے دنیا ترقی کر رہی ہے۔ علم کی روشنی پھیل رہی ہے۔ ویسے ویسے جرائم میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔"

اب کوئی کیا بتائے کہ جن علوم، فنون، صنائع کا نام "علم" آپ نے دے رکھا ہے، وہی تو سرتاسر روح کی آب و تاب کو فنا کرنے اور نور کو ظلمانیت میں تبدیل کرنے کا خاصہ رکھتے ہیں!

بے مزہ مشورہ۔ فرید آباد ۹ر نومبر۔ آج مرکزی وزیر اطلاعات مسز اندرا گاندھی نے اپنی تقریر میں کہا کہ لوگ جلد بازی میں اندازے نہ لگائیں۔ بلکہ ہند و پاک تنازعہ کا مطالعہ دور بینی سے

اور غیر جذباتی انداز میں کیا کریں۔ اگر لوگ توقعات پر بہت زیادہ جوش و خروش دکھائیں گے۔ تو پھر چھوٹی موٹی شکستوں پر بے حد مایوس اور ملول بھی ہوں گے۔"

واہ یہ تو وزیر صاحبہ، وہ بات کہنے لگیں جو گاندھی جی کہا کرتے تھے۔ اور جسے مدراس کے پیرِ دانا راج گوپال آچاریہ ہر ہفتہ اپنے اخبار میں دہرائے جاتے ہیں۔ جب قوم نے یہ تلخ اور بے مزہ گھونٹ ان کے کہنے سے حلق سے نہ اتارا، تو بیچاری اندرا کا ہے میں ہیں!

امام جماعت احمدیہ کا انتقال کراچی سے خبر شائع ہوئی ہے کہ جماعت احمدی (قادیانی) کے امام مرزا بشیر الدین محمود کا ۸ر نومبر کو ربوہ میں انتقال ہو گیا۔ جنہوں کیا برسوں سے سخت بیمار چلے آتے تھے۔ اور یہ طویل اور شدید بیماری۔ کلمہ گو کے لئے بجائے خود گناہوں کو دھونے والی اور ان کا کفارہ کر دینے والی ہے — دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں۔ قرآن و علوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انھوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ ان کا صلہ اللہ انھیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگزر کا فرمائے! علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں۔ اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔

جرم پسند طلبہ۔ الہ آباد ۵ر نومبر۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ بورڈ یوپی نے اپنے تین روزہ جلسہ میں تقریباً ۳۰۰۰ نقل کرنے کے واقعات کا فیصلہ کیا۔ یوپی بورڈ کا جو امتحان سال گذشتہ ہوا تھا۔ اس میں نقل کرنے کے واقعات جو پکڑے گئے۔ ان کی تعداد ۲۰۴۷ تھی۔"

اور یہ سیکڑوں نہیں، ہزاروں کی روز افزوں نقل کرنے والوں کی اتنی تعداد سرکاری طور پر شمار میں آ چکی ہے! — ۵۰ سال قبل کے عہدِ تاریک میں کوئی "اتنی ترقیوں" کا تصور بھی کر سکتا تھا؟ —

اور کیسے کند ذہن اور کندۂ ناتراش ہیں۔ عربی فارسی مدرسوں، مکتبوں دار العلوموں کے بوریا نشین طلبہ جو آج تک ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ والوں کی ذہانت کے مقابلے میں سرتاسر پھسڈی ہی رہے!